مکاتیب سر محمد اقبال بنام مولانا سید سلیمان ندوی

مرتب : سید شفقت رضوی

ناشر : ادارہ تحقیقات افکار و تحریکات ملی ۱/۹ علی گڑھ کالونی کراچی ۱۴

صفحات : ۱۴۴ ، قیمت ۶۰ روپے۔

علامہ اقبال کے یہ خطوط معارف (اعظم گڑھ) میں قسط وار چھپے تھے اور "اقبال نامہ" میں بھی شامل تھے لیکن اب یہ دونوں ماخذ ناپید تھے اب انھیں ایک مستقل مجموعے کی شکل میں چھاپا گیا ہے ان خطوط پر مختصر حواشی خود مکتوب الیہ نے تحریر فرمائے تھے یہ خطوط افکار و معارف کا خزینہ ہیں اور ان کی علمی حیثیت مسلم ہے۔

لیکن ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی علوم میں ان کی نظر گہری نہ تھی۔ انھوں نے بہت سی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی مولانا سید سلیمان ندوی سے دریافت کیا جن سے کسی دینی مدرسے کا کتب وسطی پڑھنے والا طالبعلم بھی واقف ہوتا ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اقبال کا فکری درجہ بہت بلند تھا۔

اس مجموعے میں چند خطوط اس زمانہ کے بھی ہیں جب وہ رد قادیانیت میں اپنا مضمون لکھنے والے تھے انھوں نے کئی خطوط میں اس مسئلے کے بعض پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے سوالات کیے ہیں۔ تفصیلاً یہ تو معلوم نہیں ہوتا کہ سید سلیمان ندوی نے ان سوالات کا کیا جواب دیا تھا لیکن سید صاحب کے مختصر حواشی سے ان کے انداز فکر اور جواب کا اشارہ مل جاتا ہے مثلاً نبی وغیرہ کے معنی وفات مسیح، نزول مسیح، نزول مسیح بہ صفت نبوت یا بلا صفت نبوت، توہین رسالت کا مفہوم توہین رسالت کی سزا وغیرہ مسائل میں علامہ کے سوالات اور مولانا کے اشارات اہمیت کے حامل ہیں ان میں ایک تو سوال ہی بہت غلط ہے اور اکثر کے جوابات تو نہایت غیر تسلی بخش اور ناکافی اور غلط در غلط کی مثال ہیں۔ مثلاً علامہ اقبال دریافت فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی شخص جو "اسلام کا داعی ہو" یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور رسالت مآب پر جزوی فضیلت حاصل ہے اس لیے کہ مرزا قادیانی ایک زیادہ متمدن زمانے میں پیدا ہوئے ہیں تو کیا ایسا شخص توہین رسالت کے جرم کا مرتکب ہے بہ الفاظ دیگر اگر توہین رسالت جرم قابل تعزیر ہے تو عقیدہ مذکور توہین رسالت کی حد میں آتا ہے یا نہیں؟" (ص ۱۰۵)

مولانا سلیمان ندوی اس پر یہ حاشیہ لکھتے ہیں۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کو جزوی فضیلت ہونا جائز ہے اور ایسا کہنا نہ کفر ہے نہ توہین نبی کا باعث ہے۔ البتہ متقضائے محبت کے خلاف ہے اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ جزوی فضیلت حقیقت میں فضیلت کے شمار میں ہے بھی؟ مثلاً زیادہ متمدن زمانے میں ہونا کوئی فضیلت نہیں کیونکہ خود تمدن نہ کوئی دینی فضیلت ہے نہ عقلی، نہ اخلاقی بلکہ ممکن ہے کہ ان کے بعد دنیا اور زیادہ متمدن ہو جائے تو اس زمانے کے آدمی پر اس زمانے کے آدمی کو فوقیت ہو جائے اور اگر یہ امر باعث فضیلت ہو تو غلام احمد قادیانی تو کیا اقبال سیالکوٹی کو بھی یہ جزوی فضیلت حاصل ہے بلکہ غلام احمد سے زیادہ کیونکہ مرزا صاحب نے صرف اس کو دور سے دیکھا ہے چکھا اور آزمایا نہیں" (ص ۱۰۵)

اول تو یہی صریح غلط ہے کہ کوئی "اسلام کا مدعی" بہ قائمی ہوش وحواس اور بہ سلامتی ایمان یہ کلمۂ کفر زبان سے نکال سکتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ غلط بات یہ ہے کہ نبوت کے ایک جھوٹے مدعی کو جزوی فضیلت حاصل ہونا جائز ہے کیا نبوت کے جھوٹے دعوے کے بعد بھی کوئی فضیلت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کے بدترین جھوٹ کو کائنات کی سب بڑی سچائی پر جزوًا ہی سہی فضیلت حاصل ہے؟ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبوت کے ایک جھوٹے مدعی کو ایک عام مسلمان اور صاحب ایمان پر بھی کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ چہ جائے کہ مقام ختم نبوت فداہ ابی وامی وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی قسم کی جزوی فضیلت حاصل ہو۔ نبوت کے باب میں جھوٹ کے بعد کوئی شخص انسانی اور روحانی تمام فضیلتوں سے محروم ہو جاتا ہے اس بدترین کذب کے بعد کوئی فضیلت باقی ہی نہیں رہتی۔ اقبال کے سوال اور سلیمان کے جواب سے یہ پتا بھی نہیں چلتا کہ یہ دونوں مرزا غلام احمد قادیانی کو مدعی نبوت (کاذبہ) سمجھتے بھی ہیں یا نہیں؟

مکاتیب کے فاضل مولف نے سید سلیمان کے حاشیے پر ان جملوں کا اضافہ کیا ہے:

"مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت بزعم خویش مسیح موعود اور مثیل عیسیٰ کے لیے کسی "مدعی اسلام" کے یہ کہنے کا کہ . . . . . . سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مکتوب الیہ کا حاشیہ تو غلط در غلط ہے۔ (ص ۱۰۵)

کتاب کو اور بھی بہت سے حواشی کے اضافے سے نہایت مفید اور معلومات افزا بنا دیا گیا ہے

حواشی کے علاوہ "رجال مکاتیب اقبال" کے عنوان سے برصغیر پاک و ہند کی تمیں اکابر شخصیات پر جن کے اسماء و اذکار مکاتیب میں آئے تھے۔ سوانحی اور تعارفی نوٹس شامل کتاب ہیں نیز شروع میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں اکابر شخصیات کے مابین علمی و ذاتی تعلقات کی تاریخی روداد اور دونوں اکابر کے علمی و فکری خصائص اور کارناموں پر تبصرہ بھی بطور "مقدمہ" شامل ہے۔

کتاب سفید کاغذ پر کمپیوٹر کی عمدہ کتابت میں خوبصورت پلاسٹک کوٹڈ جلد میں شائع ہوئی ہے

(ت۔ ا۔ شریفی)

بقیہ شذرات

پر لے آئے وبث منھا رجالا کثیرا اس کے بعد تمام قانون پیدائش کے مطابق اس کا پھیلاؤ ہوا جس سے مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں تم واتقوا اللہ الذی الخ جس انصاف کی تم دوسروں سے توقع رکھتے ہو۔ خود بھی اسی کے پابند ہو جاؤ یعنی جب تم اللہ تعالیٰ کے نام سے دوسروں سے انصاف کے متمنی ہو تو تمھیں خود بھی دوسروں سے انصاف کرنا چاہیے۔

بقیہ تعلیم، مقاصد اور مسائل

اور تربیت کی اہمیت کو نظر انداز کرنے کے نقصانات کا بیان بھی ہے ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علوم کے حصول کو بھی ایک متوازن نظام میں سمویا جاسکتا ہے یہ کتاب اسی فکر اور جذبے کی ہم آہنگی کی مظہر ہے۔"

حکیم صاحب کی زبان صاف ستھری اور پاکیزہ ہے ان کا اسلوب دلپذیر و دلنشین ہے ان کی شگفتہ بیانی۔ ذہنوں کی بالیدگی و تازگی بخشتی ہے۔ تحریر و تقریر میں اس قدر روانی و برجستگی ہے کہ قارئین کے لیے فکر و نظر کی راہیں روشن ہو جاتی ہیں۔

تعلیم اور نظام تعلیم سے وابستہ ارباب اختیار و اقتدار کے لیے یہ کتاب موسوم بہ "تعلیم، مقاصد و مسائل" سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ تعلیمی و تحقیقی اداروں کے کتب خانوں میں اس کتاب کی موجودگی تعلیم و تعلم سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے استفادے کا سبب بن سکتی ہے۔ تعلیم، مقاصد و مسائل جیسی معلوماتی اور کارآمد کتاب کی تصنیف پر میں محترم حکیم محمد سعید صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔